

98528 - پیشگی زکاة کی ادائیگی ، اور اسلامی بینک میں موجود رقم کی زکاة ادا کرنے کا طریقہ

سوال

سوال: میری رقم اسلامی بینک میں پڑی ہوئی ہے، کیا میں اس رقم کی سال گزرنے سے پہلے پیشگی زکاة ادا کر سکتا ہوں؟ یعنی جب بھی مجھے منافع دیا جائے تو میں اس کی زکاة دے دوں؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے خدشہ ہے کہ جب زکاة کا وقت آئے تو میرے پاس کچھ بھی نہ ہو، اور یہ بھی بتلا دیں کہ زکاة صرف رأس المال پر ہے یا منافع پر بھی ہے؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول:

کسی بھی مسلمان کو سودی بینکوں میں اپنا سرمایہ نہیں رکھنا چاہیے، اور ایسے بینکوں میں بھی سرمایہ نہیں رکھنا چاہیے جو نام کے تو اسلامی ہیں لیکن کام میں اسلامی نہیں ہیں، اس لیے ایسے بینکوں کے نام بھی حقائق کے مطابق ہی ہونے چاہئیں، لہذا اگر بینک کا نام اسلامی ہے تو کسی صورت میں لین دین وہاں نہیں ہونا چاہیے اس کیلئے شرعی قوانین کے مطابق سرمایہ کاری ہو اور منافع بھی شرعی نظام کے تحت ہی تقسیم کیا جائے، تو ایسی صورت میں سرمایہ کاری کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مزید کیلئے سوال نمبر: (47651) کا جواب ملاحظہ کریں۔

دوم:

پیشگی زکاة کی ادائیگی کے بارے میں صحیح موقف یہی ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے، یہی موقف جمہور علمائے کرام کا ہے، تاہم افضل یہی ہے کہ زکاة وقت سے پہلے بغیر کسی وجہ کے ادا نہ کی جائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"زکاة واجب ہونے سے پہلے لیکن سبب وجوب کے پائے جانے کے وقت زکاة پیشگی ادا کرنا جمہور علمائے کرام کے نزدیک جائز ہے جن میں ابو حنیفہ، شافعی اور احمد شامل ہیں، چنانچہ جانوروں، سونے چاندی، اور سامان تجارت کی زکاة نصاب پورا ہونے پر پیشگی ادا کی جا سکتی ہے" انتہی

"مجموع الفتاوی" (25 / 85 ، 86)

دائمى فتوى كمىٲى كے علمائے كرام كہتے ہيں:

"زكاة كے مالى سال سے ايك يا دو سال قبل بهى زكاة ادا كى جا سكتى ہے اس ميں كوئى حرج نہيں ہے، ليكن شرط يہ ہے كہ ايسا كرنے كى ضرورت ہو، يا فقراء و مستحقين كو ماہانہ بنياد پر زكاة كا مال دينا مقصود ہو" انتہى شيخ عبد العزيز بن باز، شيخ عبد الرزاق عفيى، شيخ عبد الله بن غديان -

"فتاوى اللجنة الدائمة" (9 / 422)

اسى طرح شيخ محمد بن صالح عثيمين رحمہ اللہ سے استفسار كيا گيا كہ:

"متعدد سالوں كى زكاة مصيبت زدہ اور مشكلوں ميں پهنسے ہوئے لوگوں كيلئے پيشگى ادا كرنا كيسا ہے؟" تو انہوں نے جواب ديا:

"ايك سال سے زيادہ كى زكاة پيشگى ادا كرنا صحيح موقف كے مطابق جائز ہے، زيادہ سے زيادہ دو سال كى زكاة پيشگى ادا كى جا سكتى ہے، اس سے زيادہ جائز نہيں ہے، تاہم سب سے افضل يہى ہے كہ وقت سے پہلے زكاة ادا نہ كى جائے، البتہ اگر كہيں قحط سالى ہو، يا جہادى ضروريات يا كوئى اور مسائل درپيش ہوں تو اس وقت ہم كہيں گے كہ پيشگى زكاة ادا كر دى جائے، كيونكہ بسا اوقات غير افضل كام بيرونى عوامل كى وجہ سے افضل بهى بن جاتا ہے، چنانچہ افضل يہى ہے كہ وقت پر ہى زكاة ادا كى جائے، كيونكہ ايسا ممكن ہے كہ انسان كا مال وقت آنے سے پہلے تلف ہو جائے يا كسى اور طرح ضائع ہو جائے۔"

تاہم يہ بات ذہن ميں رہے كہ اگر زكاة كا وقت آنے پر مال ادا شدہ مال سے زيادہ ہو گيا تو اس كى زكاة لازمى طور پر ادا كرنا ہوگى " انتہى

"فتاوى شيخ ابن عثيمين" (18/328)

سوم:

رأس المال اگر نصاب كو پہنچتا ہو اور اس پر سال گزر جائے تو رأس المال سميت منافع كى زكاة بهى ساتھ ہى ادا كى جائے گى، يہاں سال گزرنے سے مراد ہجرى سال ہے۔

دائمى فتوى كمىٲى كے علمائے كرام سے پوچھا گيا:

"ميرے پاس 15000 ريال ہيں، ميں نے يہ رقم ايك آدمى كو منافع نصف نصف كى بنياد پر تجارت كيلئے دى، تو كيا اس مال پر زكاة ہے؟ كس ميں سے زكاة ادا كى جائے گى؟ رأس المال سے يا منافع سے، يا پھر دونوں ميں سے؟ اور اگر رأس المال پر زكاة واجب ہے تو ہم نے رأس المال سے تجارت كيلئے مصلے، گھريلو سامان وغيرہ خريد ليا تھا، تو ايسى صورت ميں كيا حكم ہے؟"

تو انہوں نے جواب ديا:

" تجارت کیلئے مذکورہ مختص مال پر ایک سال گزرنے کے بعد زکاة فرض ہوگی، اور ایک سال کے بعد رأس المال اور منافع دونوں کی مجموعی رقم سے زکاة ادا کی جائے گی، اور اگر رأس المال سے تجارت کی غرض سے سامان خریدا گیا تو سال پورا ہونے پر اس سارے سامان کی موجودہ قیمت لگائی جائے گی، اور منافع سمیت مجموعی رقم میں سے 2.5٪ زکاة اس میں سے ادا کی جائے گی" انتہی

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز - شیخ عبد الرزاق عفی فی - شیخ عبد اللہ بن غدیان -
 " فتاوی اللجنۃ الدائمۃ " (9 / 356 ، 357)

اسی طرح انہوں نے ایک جگہ یہ بھی کہا ہے کہ:

" رأس المال پر اگر سال گزر جائے تو رأس المال کیساتھ منافع کی زکاة بھی ادا کرنا ہوگی، اور منافع کیلئے الگ زکاة کا سال شمار نہیں ہوگا، بلکہ رأس المال کا سال ہی منافع کا سال ہے" انتہی
 شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز - شیخ عبد الرزاق عفی فی - شیخ عبد اللہ بن غدیان -
 " فتاوی اللجنۃ الدائمۃ " (9 / 356 ، 357)

ہم سائل محترم کو بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر اسلامی بینک اپنے صارفین کی زکاة خود ہی منہا کرتا ہے تو پھر بینک کے معتمد اور شرعی مصارف میں زکاة صرف کرنے پر ان کی زکاة ادا ہو جاتی ہے، چنانچہ جو مال وغیرہ اس کے پاس موجود ہے بینک میں نہیں ہے صرف اس کی زکاة اسے دینا ہوگی۔

واللہ اعلم.